مجاہدین ختم نبوت
کے
ایمان افروز واقعات

مصنف۔ محمد طاہر عبدالرزاق

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

محمد طاہر عبدالرزاق

مجاہدین ختم نبوت کے ایمان افروز واقعات

ایسے جذبے کو سلام:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محاذِ ختم نبوت پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھا۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نورالدین نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ اُس وقت صاحب فراش تھے۔ چار پائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا۔ لیکن عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ نورالدین دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چار پائی اٹھا کر نارووال لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر نورالدین اور اُس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نورالدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔

ہار نہیں ہتھکڑیاں لاؤ:

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے تو ایک رضا کار نے ان کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال دیا۔ صاحبزادہ نے ہار کو توڑا اور سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی جانب پھینک کر فرمایا میرے عزیز یہ وقت ہار پہننے کا نہیں۔ سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کو خطرہ درپیش ہو اور میں ہار پہنوں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لاؤ، ہمیں پابہ زنجیر کر کے دیکھو کہ ہمارے ماتھے پر شکن بھی آتا ہے۔ اس کے بعد اپنے مخصوص انداز میں صاحبزادہ نے موتی بکھیرنے شروع کئے۔ جلسے پر ایک سکوت طاری تھا اور صاحبزادہ صاحب حسب عادت ساون بھادوں کی طرح برس رہے تھے۔ صاحبزادہ کی تقریر نے مسلمانوں کے جذبہ ایمان کو اس طرح اُبھارا کہ بسا اوقات لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس طرح رات کے 12 بجے تک جلسہ ہوتا رہا۔ (تحریک ختم نبوت 1953ء صفحہ 279)

گلوں نے آکے مستی میں گریباں چاک کر ڈالے
چمن میں ہم نے کچھ غزل خواں یوں بھی دیکھے ہیں

اہل اللہ کی نظر میں:

حکیم نورالدین بھیروی قادیانی ایک دفعہ حضرت میاں صاحب کے پاس مہاراجہ جموں کے لئے دعا کرانے گیا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا نام نورالدین ہے۔ حکیم نے کہا ہاں۔ فرمایا قادیان میں ایک شخص غلام احمد نام کا پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ بعد ایسے دعوے کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں اور تم لوح محفوظ میں اُس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو۔ اس سے تعلق نہ رکھنا، دور دور رہنا ورنہ اُس کے ساتھ تم بھی دوزخ میں پڑو گے۔ حکیم صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ فرمایا تم میں الجھنے کی عادت ہے۔ یہی تم کو وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں ظاہر ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اور کبھی مسیح موعود بنا اور حکیم نورالدین اس کا خلیفہ اول بنا اور اُس کے دین کو پھیلایا۔ یہ شخص بڑا عالم تھا۔ مرزا قادیانی کو بہت کچھ سکھایا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ گمراہ ہوا۔

(''حیات طیبہ'' صفحہ 409، از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

بہادر ماں:

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا والدہ صاحبہ بمعہ میری اہلیہ اور اپنے بیٹے سلمان گیلانی کے، جس کی عمر اس وقت سوا ڈیڑھ سال کی تھی، بیٹھے ہوئے ہیں۔ والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اُٹھیں اور سینے سے لگالیا، ماتھا چومنے لگیں۔ حال احوال پوچھا، اُن کی آواز گلوگیر تھی۔ سپرنٹنڈنٹ نے محسوس کیا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اماں جی! آپ رو رہی ہیں۔ بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کر دے تو آپ اسے ساتھ لے جائیں۔ ابھی معافی ہو جائے گی۔ میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اُسے جواب دے سکوں۔ والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں کیسے دستخط، کہاں کی معافی ایسے دس بیٹے حضور ﷺ کی عزت پر قربان کر دوں۔ میرا رونا تو شفقت مادری ہے۔ یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہوگیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔

(تحریک ختم نبوت 1953ء، صفحہ 532،533)

سرور کونین سے سر کا سودا ہو چکا
ہم نہ پوچھیں گے امین کیا بھاؤ ہے بازار کا

ختم نبوت کانفرنس ربوہ:

طارق محمود صاحب خانیوال کے ایک زاہد و متقی نوجوان ہیں۔ انہوں نے ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں اپنا خوش قسمت واقعہ یوں بیان کیا۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ مسلم کالونی ربوہ کی عظیم الشان مسجد کے باہر لوگوں کا کیف و مستی میں ڈوبا ہوا ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور کسی کا منتظر ہے۔ میں نے لپک کر کسی سے پوچھا، کون آرہا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ دریائے چناب کی جانب سے جناب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کے پنڈال کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میں پوری قوت سے اس جانب بھاگا۔ دیکھا تو آقا محمد ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے سلام کی سعادت حاصل کی۔ عرض کیا۔ آقا کدھر کا ارادہ ہے؟ فرمایا میرے کچھ غلاموں نے میری عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ میں بھی شرکت کے لئے آیا ہوں۔''

اور جج حیرت میں ڈوب گیا:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں میانوالی سے قافلے گرفتاری کے لئے لاہور جاتے تھے۔ ایک قافلہ میں میاں فضل احمد موچی بھی جا کر گرفتار ہو گیا۔ ان کی گرفتاری مارشل لاء کے تحت عمل میں آئی۔ مارشل لاء عدالت نے اُن کے بڑھاپے کو دیکھ کر دیگر ساتھیوں کی نسبت کم سزا دی۔ اس پر وہ بگڑ گئے۔ عدالت سے احتجاج کیا کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس سے عدالت نے سمجھا کہ شاید سزا کم کرانا چاہتا ہے۔ عدالت نے جب پوچھا تو کہا کہ مجھ سے کم عمر کے لوگوں کو دس سال کی سزا دی، میرے ساتھ انصاف کیا جائے اور میری سزا میں اضافہ کیا جائے۔ یہ سن کر مارشل لاء عدالت کانپ اُٹھی۔ اس بوڑھے جرنیل کی ایمانی غیرت پر جج انگشت بدنداں اُٹھ کر عدالت سے ملحق کمرہ میں چلا گیا۔ انہوں نے عدالت میں کپڑا بچھا کر گرفتاری اور سزا اور آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے اپنی قربانی کی بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے لئے نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یا رب رہنے والے ہیں

مولانا پیر حسن شاہ بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ:

کی خدمت میں ایک دفعہ مرزا قادیانی آیا آپ نے اُسے ہدایت فرمائی کہ عقیدہ اہل سنت پر ثابت قدم رہنا اور خواہشات نفسانیہ و ہوائے شیطانیہ کا غلام نہ بن جانا۔

آپ کے شاگرد حافظ عبدالوہاب نے مرزا کے بعد پوچھا کہ آپ نے عجیب ہدایت فرمائی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کچھ عرصہ بعد اس آدمی کا دماغ خراب ہوگا اور یہ دعویٰ نبوت کرے گا۔ شیطان اس وقت اس کی مہار تھامے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے 32 سال بعد مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ (ارشاد المسترشدین، صفحہ 161)

غیرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

صاحبزادہ محمد اللہ شاہ استاد مظاہر العلوم سہارن پور بیان کرتے ہیں۔ کہ سید آغا صدر چیف جسٹس ہائی کورٹ نے لاہور کے عمائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے۔ اتفاق سے اس محفل میں جھوٹے نبی کا جھوٹا خلیفہ حکیم نور الدین بھی بلا دعوت آن ٹپکا۔ جب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس کذاب کے منحوس چہرہ پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور ماتھے پر شکن چڑھ گئے فوراً اُٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا۔ آغا صاحب آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی! اور کہا "میں جاتا ہوں میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ حکیم نور الدین چور کی طرح فوراً حالات کو بھانپ گیا اور نو دو گیارہ ہوگیا۔ اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبال سے معذرت کی اور کہا میں نے اسے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

عزم بالجزم:

حضرت مفتی محمد یونس ایک جلسہ میں کھڑے ہوئے فرمایا حاضرین آپ گواہ رہیں کہ آج جب کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کے تحفظ کے لئے مجلس عمل نے قوم سے قربانیاں طلب کی ہیں۔ میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ختم نبوت کے سلسلہ میں میرے جسم کا قیمہ بھی کر دیا گیا تو میرے جسم کی ایک ایک بوٹی سے ختم نبوت زندہ باد کی آواز بلند ہوگی۔

(تحریک ختم نبوت 1953ء، صفحہ 416)

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

ختم نبوت کا ایک ننھا مجاھد:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں پولیس افسر کراچی میں ان لاریوں پر ڈیوٹی دیتے رہے جو کراچی

کے رضا کاروں کو لاری میں بھر بھر کر دور دراز سنسان علاقوں میں چھوڑ آتے تھے۔ ایک افسر پر تحریک میں شامل ہونے والے دس بارہ سال کی عمر کے ایک بچے کے پاکیزہ جذبات کا بڑا گہرا اثر تھا۔ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے پولیس افسر نے بتایا کہ آخر دم تک ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ جب رضا کاروں کو اتار کر لاری واپس ہونے لگی تو افسر مذکور جو خود بھی صاحب اولاد تھے۔ نے بچے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا آؤ بیٹا تم لاری میں سوار ہو جاؤ۔ بچے نے جواب دیا کیوں؟ افسر نے کہا تم بچے ہو اتنا لمبا سفر بھوک، پیاس، کیسے برداشت کر سکو گے، تھک جاؤ گے۔ آؤ ہم تمہیں شہر میں اتار دیں گے۔ بچے نے بڑی جرأت سے جواب دیا کہ میں تو قید ہونے کے لئے آیا تھا۔ میری اماں نے مجھے اجازت دی کہ جاؤ حضور ﷺ کے نام پر قربان ہو رہے ہیں، تم بھی جاؤ۔ میں تو اماں کی اجازت سے آیا ہوں مگر تم ہمیں قید نہیں ہونے دیتے اور شہر سے باہر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ بچے نے بات ختم کرتے ہی پھر نعرہ لگایا۔ "تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد" پولیس نے لاری ڈرائیور کو کہا چلو بھئی یہ بچہ نہیں مانتا۔

ابھی لاری چالیس گز چلی ہوگی کہ پولیس افسر کو پھر خیال آیا کہ معصوم بچہ اتنا طویل سفر کیسے کرے گا۔ انسانی ہمدردی، اسلامی ہمدردی یا پدرانہ شفقت کے جذبات نے پھر مجبور کیا۔ پولیس افسر نے لاری رکوادی اور پیدل واپس آ کر بچے سے پھر کہا آؤ بیٹا ضد نہیں کیا کرتے۔ ساتھی رضا کاروں نے بھی بچے کو سمجھایا کہ بیٹا تم واپس چلے جاؤ، ہم تو تمہیں شہر ہی میں منع کرتے تھے مگر تم اچھل کر لاری میں سوار ہو گئے تھے۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ بچہ پھر بولا صاحب آپ زیادہ ایمان دار ہیں اور مجھے آپ کمزور سمجھتے ہیں۔ بہر حال وہ بچہ نہیں مانا۔

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد ﷺ سے وفا کا
پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت

صبر و استقامت کا پہاڑ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ پہلی بار جیل گئے تھے۔ حضرت مولانا ایسا نازک اور نفیس مزاج بزرگ جسے لوگ دیکھنے کو ترستے ہوں، جن کے معتقدین کا اُن کی دکان پر تانتا بندھا رہے، جدھر آنکھ اُٹھے لوگ عقیدت سے جھک جائیں پہلی بار پکڑے گئے تھے اور سنگ آمد سخت آمد کے مصداق قید بھی ایسی جس کی میعاد کی کچھ خبر نہیں۔ اس پر ستم یہ کہ مولانا ابوالحسنات کا ایک ہی بیٹا جسے والدہ کی محبت بھری گود بھی بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئی، جسے حضرت مولانا نے بڑے لاڈ پیار سے خود ہی پالا پوسا ہو، اس جان سے پیارے لخت جگر اور اکلوتے جوان بیٹے کا کچھ پتہ نہیں کہ

شہید ہو گیا ہے، پکڑا گیا ہے تو کتنی قید ہوئی۔ ان کی آزمائش بھی ایسی سخت ہوئی کہ جسے معمولی انسان برداشت نہ کر سکے مگر مولانا کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ ہم سوچتے ہیں کہ خلیل احمد زندہ بھی ہے یا نہیں مگر مولانا ابوالحسنات نہ گھبراتے نہ الگ بیٹھ کر آنسو بہاتے۔ اللہ جسے حوصلہ اور صبر عطا کرے۔ جیل خانہ فخر و غرور کا مقام نہیں۔ یہاں بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں۔ مولانا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس کے نام پر آج تک روٹیاں توڑتے رہے اس کے نام کی لاج رکھنے کا وقت آیا تو اب گھبرانا کیا، نمک حرامی تو نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ اللہ کس جرأت اور حوصلے کے علماء تھے۔ مولانا موصوف بڑے ہی صاف دل انسان تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے جیل کے ساتھی فرماتے ہیں۔

ایک روز ہم سب نے مشورہ کیا کہ ہم مولانا خلیل صاحب کے بارے میں صاف صاف بتا دیں کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہے۔ ابھی کوئی معتبر اطلاع نہیں ہے۔ خدا کرے وہ زندہ ہوں۔ اس طرح کی گفتگو کر کے ہم مولانا کو حوصلہ دلائیں کہ موت کا وقت تو مقرر ہے۔ جسے مرنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا وغیرہ وغیرہ۔ ان خیالات کو لئے ہم مولانا صاحب کی کوٹھری میں جا دھمکے اور باتوں باتوں میں لاہور کا ذکر کیا پھر خلیل صاحب کا تذکرہ آیا تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق ہم جب تسلی بخش الفاظ استعمال کر چکے تو مولانا موصوف نے نہایت آرام سے فرمایا کہ بھئی بات تو ٹھیک ہے۔ خلیل میرا اکلوتا بیٹا ہے اور مجھے اس سے بے پناہ محبت ہے۔ اس لئے کہ میں ہی اس کا باپ ہوں، اور میں نے ہی ماں بن کر اُسے پالا پوسا ہے۔ یوں بھی اولاد سے کسے محبت نہیں ہوتی مگر اس مقام پر صبر کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ پھر اس نیک کام میں خلیل قربان بھی ہوتا ہے تو سعادت دارین ہے۔ وہ بھی تو ماؤں کے لخت جگر تھے جو سرکار مدینہ ﷺ کی آبرو میں شہید ہوئے۔ ان میں خلیل بھی ہے تو میرے لئے فخر کی بات ہے۔ اللہ ہماری حقیر قربانی کو قبول فرمائے۔ مولانا کا صبر اور بے نظیر حوصلہ و استقامت دیکھ کر ہمارے حوصلے دگنے ہو گئے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس روز کے بعد ہم سب مولانا کی اور زیادہ بے حد عزت کرنے لگے۔ ہمارے دوسرے بزرگ اور رفیق تو بارہا جیل بھگتے ہوئے تھے، انہیں تو اس قید و بند کو خندہ پیشانی سے کاٹ ہی لینا تھا مگر مولانا جنکی پہلی آزمائش تھی اگر گھبراتے یا پریشانی کا اظہار کرتے تو یہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ مولانا کے دل میں دوہرا جذبہ تھا وہ عالم دین بھی تھے اور سید زادے بھی تھے۔ آقائے نامدار نبی کریم ﷺ کے ایک مخلص عالم دین کے فرائض بھی سامنے تھے اور یہ بات بھی تھی کہ ان کے نانا ﷺ کی آبرو خطرے میں تھی۔ یہ دوہرا جذبہ کارفرما تھا کہ مولانا ابوالحسنات آخر دم تک صحیح مقام تک ڈٹے رہے اور ان کے پاؤں میں لغزش نہیں آئی۔ اللہ جسے توفیق دے۔

(چراغ ختم نبوت 1953، صفحہ 293۔295)

چراغ جلنے لگے زیست کے اندھیروں میں
یہ کس کے روئے درخشاں کا ذکر آیا تھا

خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں برکت علی اسلامیہ ہال میں بلائے گئے تمام مکاتب فکر کے کنونشن میں پیکر جرأت وغیرت قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی جذباتی انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا۔اور چندروز میں ربوہ کو صفحۂ ہستی سے مٹادوں گا''

(تعارف علمائے اہلسنت، مولانا محمد صدیق ہزاروی)

حاجی غلام مصطفی مانک رحمۃ اللہ علیہ صاحب:

ضلع سکھر میں حاجی غلام مصطفیٰ مانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ چنیوٹ کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کر چکے ہیں۔

حاجی صاحب کے ہاں ایک قادیانی آیا۔ اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ آپ کو طیش آ گیا۔ چھری لی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کی زبان نکالی ٹکڑے بھی کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ بدبخت اس زبان سے تو نے میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تھا۔ جس دن اُن کو گرفتار کر کے گھر سے تھانہ کرونڈی لے جا رہے تھے، اسی پہلی رات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سیدزادی کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا بیٹی کل شہر جیل میں میرا مہمان آ رہا ہے۔ جس کا خیال رکھنا۔ چنانچہ معلوم کر کے اس بی بی نے کھانا اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔''

(ملفوظات طیبہ 126 تا 127)

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو

اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر قادیانی جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مرزا قادیانی سے مباہلہ کریں۔ ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں۔ دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے۔ جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں۔ وہ سچا ہے۔ اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ بھی منظور ہے۔ اور جاؤ مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جاؤ، مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مردے زندہ کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔ سچ ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے اس کی پشت پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قادیانی وفد یہ جواب پا کر واپس چلا گیا اور کچھ پتہ نہ چلا کہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری کہاں ہیں۔

باطل کو چیلنج:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا

"حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ، ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا جو کاذب ہوگا، مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔"

عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

خطیب ختم نبوت صاحب زادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کی سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"جو جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنی ماں، بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔"

حق گوئی و بیباکی:

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرأت جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا۔ جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ

''قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہی کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح محض نجس، مردار حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔''

(احکام شریعت، صفحہ 112 تا 122، 177، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مزید فرمایا کہ

''اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔''

(فتاویٰ رضویہ صفحہ 51، جلد 6، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جاؤ حضور ﷺ کی عزت پر قربان ہو جاؤ:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آرہی تھی، سامنے سے تڑتڑ کی آواز آئی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس کے لئے لوگ سینہ تانے بٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں۔ تو برات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا۔ بیٹے کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا ﷺ کی عزت پر قربان ہو کر دودھ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات میں آقائے نامدار ﷺ کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تا کہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار ﷺ کی عزت کے لئے شہید ہو گیا۔ جب لاش لائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا۔ سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔ فرحمة الله رحمة واسعة۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا۔ سامنے تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا یہ کیا۔ جواب میں کہا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں، آج عمل کرنے جا رہا ہوں۔ جاتے ہی ران پر گولی لگی، گر گیا پولیس والے نے آکر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا کہ گولی ران پر کیوں ماری ہے۔ عشق

مصطفیٰ ﷺ تو دل میں ہے یہاں دل پر گولی مارو تا کہ قلب و جگر کو سکون ملے۔ اسی تحریک ختم نبوت میں ایک مسلمان دیوانہ وار ختم نبوت زندہ باد کے لاہور کی سڑکوں پر نعرے لگا رہا تھا۔ پولیس والے نے پکڑ کر تھپڑ مارا۔ اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس والے نے بندوق کا بٹ مارا اس نے پھر نعرہ لگایا۔ وہ مارتے رہے۔ یہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا یہ زخموں سے چور چور پھر بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی وہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے فوجی عدالت میں لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ فوجی نے کہا ایک سال سزا، اس نے سال کی سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا، اس نے سزا دو سال کر دی، اس نے پھر نعرہ لگایا، غرضیکہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی دیکھا کہ بیس سال کی سزا سن کر یہ پھر بھی نعرے سے باز نہیں آ رہا تو فوجی عدالت نے کہا کہ باہر لے جا کر گولی مار دو، اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ہوا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے گنبدِ خضریٰ کی طرف جانے والی ہوا! میرے آقا ﷺ کو میرا آخری سلام کہنا، اور کہنا کہ مقتل میں آپ کا غلام کہہ رہا تھا ختم نبوت زندہ باد۔

اور اس فلک شگاف ترانہ سے ایمان پر وجد آفریں کیفیت طاری کر دی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا کہ رہا کر دو کہ یہ دیوانہ ہے۔ اس نے رہائی کا حکم سن کر پھر نعرہ لگایا ختم نبوت زندہ باد۔

(قارئین کرام! میں لکھتے ہوئے نعرہ لگاتا ہوں اور آپ پڑھتے ہوئے نعرہ لگائیں)

ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد

تحریک ختم نبوت 1953ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے، لوگ دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے۔ عصر کے بعد جب جلوس نکلنے بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق زندہ باد کہا۔ دو گولیاں آئیں اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے شائیں کر کے گزر گئیں۔ دونوں شہید ہو گئے مگر تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقائے نامدار ﷺ کی عزت و ناموس پر مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ کمر سے لے کر 5 سالہ معصوم بچے تک سب جان دے کر اپنے پیارے آقا ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا مسجد میں پہنچ کر اذان دی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان

آگے بڑھا۔ اس نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہوگیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا ان دو لاشوں پر کھڑا ہو کر اشہدان محمد رسول اللہ کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہوگیا۔ چوتھا آدمی بڑھا تینوں کی لاشوں پر کھڑا ہو کر کہا حی علی الصلوٰۃ کہ گولی لگی ڈھیر ہوگیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا۔ غرضیکہ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

مہمان رسول ﷺ ... دعوت خدا...:

مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مجاہد اسلام مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس سے مجاہدین جنگ یمامہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ وفائے محبوب ﷺ کے جرم میں آپ کو سزائے موت دی گئی جب یہ خبر آپ کے والد گرامی تک پہنچی جو کراچی جیل میں دیگر علماء کرام کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہادر بیٹے کے بہادر باپ نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا اور فرمایا۔

''میرے اللہ! ناموس رسالت ﷺ پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں۔''

مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے زہریلا سانپ چھوڑا گیا، نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا۔ دوران تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھتا اسی لمحہ میں خیال آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی۔ ''شاہ جی یہ لے لو'' ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہوگیا کہ یہ غیبی دعوت جناب خاتم النبیین ﷺ کے صدقہ میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

مولانا عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری اور پھانسی کی سزا:

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبران اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں۔ لیکن قصور میں آپ جن لوگوں

کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا۔ آپ صبح کی نماز کی تیاری کر ہی رہے تھے کہ اپنے ایک کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لئے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا۔ یہاں سے بیانات لینے کے بعد 16 اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا، جو 17 اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

7 مئی کی صبح کو سپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے 9 (نو) اور ملزم بھی تھے مگر ڈی۔ ایس پی فردوس شاہ کے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا

You will be hanged by neck Till you are Dead.

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے"

آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا

Please sign it.

اس پر دستخط کر دیجئے۔

علامہ نیازی:

I will sign it when i will kiss the rob.

(میں جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت اس پر دستخط کروں گا۔)

افسر:

You will have sign it.

علامہ نیازی:

I am already told you that i will sign it when i kiss the rob.

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں اور آپ کے پنجوں میں ہوں، مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو۔"

افسر:

Mr. Niazi our officers will enquire from us whether you were serve with the notice in death warrant.

''مسٹر نیازی! ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔''

مولانا نیازی:

If you so fear from your officers well i sign it for you.

''اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو آپ کی خاطر اس پر دستخط کیے دیتا ہوں''

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

''تم میری (Moral) کے بارے میں پوچھتے ہو تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے، تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔''

افسر کے جانے کے بعد آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو تائید ایزدی سے آپ کو سورۂ ملک کی یہ آیت یاد آ گئی۔ ''خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا'' آپ نے اس آیت سے یہ تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک لمحہ کے لئے آپ پر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً زبان پر یہ شعر آ گیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں آپ کمرے سے باہر آ گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا

''نیازی صاحب، آپ کو مبارک ہو، آپ بری ہو گئے''

آپ نے فرمایا ''میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔''

اس نے کہا ''کیا مطلب''

آپ نے فرمایا۔ ''اب انشاء اللہ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہو گا۔''

وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا۔"میں کامیاب ہو گیا۔"

آپ کی سزائے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ادھر جیل میں قیدی تک آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے کر جایا گیا تو آپ نے لوگوں کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ کتنے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔ اگر میں بھی اس نیک مقصد کے لئے جان دے دوں تو میری یہ خوش قسمتی ہو گی۔

حضرت مولانا نیازی رحمۃ اللہ علیہ سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے اور 14 مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی 1955 کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی دہن میں ہے زبان سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

مولانا فرماتے ہیں۔

"جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی اس پر میں نے کہا تھا کہ"میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزار دی ہیں۔ کیونکہ یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے۔"

پھولوں کی بارش:

عظیم مجاہد ختم نبوت اور بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا سید شمس الدین کو قادیانیوں نے ایک بھیانک سازش کے تحت شہید کروا دیا۔ اس شہید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے بہنے والا خون جن افراد کے ہاتھوں کو لگ گیا ان کے ہاتھوں سے کئی دن خوشبو آتی رہی اور جب انہیں دفن کر دیا گیا تو یکا یک آسمان سے پھول برسنے لگے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قریبی باغ سے ہوا کے ساتھ بادام کے درختوں کے پھول اڑ کر آ رہے ہیں لیکن جب ان پھولوں کا موازنہ کیا گیا تو یہ قطعی مختلف تھے۔ لوگوں نے اسے شہید کی کرامت قرار دیا۔

خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار:

میں تمہارے امیر مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اجمیر شریف میں آئے میں بھی دہلی سے

وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ آستانہ خواجہ غریب نواز کی مسجد میں مرزا میرے ساتھ کھڑا ہو اور اپنی باطنی قو
کے تمام حربے مجھ پر آزمائے اور جب وہ اپنی ساری کرامت آزما چکے تو مجھ کو اجازت دی جائے کہ میں
صرف یہ کہوں۔

"اے خدا! اس صاحب مزار کی حقانیت کے اپنی صداقت کو ظاہر کر اور ہم دونوں میں سے
جو جھوٹا ہو اس کو اسی وقت اور اسی لمحہ ہلاک کر دے۔۔۔"

اور اس کے بعد مرزا محمود کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے الفاظ میں جو دعا چاہے کرے۔ ایک گھنٹہ
مدت مقرر کی جائے۔ یعنی دونوں آدمیوں میں سے ایک پر ایک گھنٹہ کے اندر اس دعا پر اثر ظاہر ہونا چاہئے
مرزا دیکھ لے گا کہ قدرت کیا تماشا دکھاتی ہے۔ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے۔
مردانگی ہے۔۔۔ صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ کے اندر سب پردہ
آجائے گا۔ ڈرو مت۔ میرے پاس اڑنے والا زہر یا گیس نہ ہوگی۔ نہ میں تم کو دیکھوں گا جس سے تم کو
اندیشہ ہو کہ مسمریزم یا ہپناٹائزم کے ذریعہ مار ڈالا۔ میں تم سے دس قدم کے فاصلہ پر تمہاری طرف سے منہ
پھیر کر گنبد خواجہ کی جانب رخ کر کے کھڑا رہوں گا۔

اگر تم کو یہ مباہلہ منظور ہو تو ربیع الاول 1336ھ کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر
شریف آجاؤ اور مسجد میں پوری جماعت کے ساتھ آؤ اور میں بالکل اکیلا آؤں گا۔ مسجد میں بھی میرے
پاس کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی تاکہ تم کو اندیشہ نہ ہو کہ میرے آدمی تم پر حملہ کر کے
مار ڈالیں گے۔

گورنمنٹ سے اجازت لینا اور انتظام کرنا یہ سب تمہارے ذمہ ہوگا اور تم کو باضابطہ ایک تحریر دینی
پڑے گی کہ اگر میں آج مر گیا تو میرے وارث حسن نظامی پر خون کا دعویٰ نہ کریں گے، نہ سرکار کو اس میں
دخل دینے کا اختیار ہوگا۔ ایسی ہی تحریر میں بھی اپنے وارثوں سے سرکار میں داخل کرا دوں گا۔
دیکھو! بہت آسان بحث ہے۔ بہت جلدی ہندوستان کی ایک مصیبت ختم ہو جائے گی جو تمہارے
وجود سے پیدا ہوگئی ہے۔ اس میں دریغ نہ کرو۔ ایسا موقع قسمت سے آیا کرتا ہے۔ دیر نہ کرو اور فوراً
دعوت کو قبول کرلو۔

جب تم اس ارادہ سے اجمیر شریف آؤ تو اپنی والدہ صاحبہ سے دودھ بخشوا کر آنا اور ریلوے
سے ایک گاڑی کا بندوبست کرا لینا جس میں تمہاری لاش قادیاں روانہ ہو سکے اور نیز اپنی اہلیہ صاحبہ
سے مہر بھی معاف کرا لینا اور قادیاں کو والد کی قبر سمیت ذرا غور سے دیکھ آنا کہ پھر تم کو زندگی میں وہ در و دیوار
دیکھنے نصیب نہ ہوں گے۔ اور ضرورت ہے کہ وصیت نامہ بھی مکمل کر دینا اور جانشین کے مسئلہ کو بھی

کر کے آنا۔ یہ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہارے مرنے کا پورا یقین ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور وجوہات بھی ہیں جن کو میں جانتا ہوں اور میرا قبول کر لینے والا اور میری بات کی لاج رکھنے والا خدا جانتا ہے، جن کو بیان کرنا تمہاری طرح خودستائی کرنا ہے۔

اس پیام جنگ کا جلدی چاہنے والا

حسن نظامی

(نظام المشائخ)

قادیانیت سے نجات:

مولانا عتیق الرحمٰن چنیوٹی مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان میں مرزائی مرکز سے نکل کر بازار میں چوک کی طرف جا رہا ہوں۔ چوک میں لوگ کھڑے ہیں جیسے مداری کا تماشہ دیکھ رہے ہوں۔ میں جب اس حلقہ میں پہنچا تو دیکھا لوگوں کے درمیان چند شخص کھڑے ہیں جن کے جسم انسانوں کے اور منہ کتوں جیسے ہیں اور وہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رونے کی انداز میں چیخ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا یہ مرزا غلام احمد کے مرید ہیں۔ فوراً ڈر کر جاگ گیا۔ پھر توبہ کی اور اعلاناً مسلمان ہو گیا۔

جب تک جان باقی ھے:

پھانسی کے تختوں پر گولیوں کی بوچھاڑ میں ہتھکڑیوں کی جھنکار میں جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں جب تک جان باقی ہے اور منہ میں زبان ہے یہی مطالبہ کئے جائیں گے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دو اور ظفر اللہ کو وزارت سے اتار دو۔ (خطاب: صاحبزادہ سیف فیض الحسن شاہ صاحب m)

وہی دہر میں راز نظام دل سمجھتے ہیں
جو تیرے عشق کو کونین کا حاصل سمجھتے ہیں

ہم کیوں برداشت کریں؟

اگر امریکہ میں ابراہم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر روس میں اسٹالن کی توہین کی اجازت نہیں دی جا سکتی، اگر انگلستان میں شاہ جارج کی توہین کی اجازت نہیں دی جا سکتی تو پاکستان میں کملی والے ﷺ کی توہین کی اجازت کیوں دی جا رہی ہے؟ دنیا کے کسی ملک میں کسی خطہ میں کوئی اپنے قائد، اپنے امام، اپنے مقتداء، اپنے رہنما کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتا تو ہم محمد عربی ﷺ کی تذلیل ہوتے دیکھ کر کیوں کر برداشت کر لیں۔

(خطاب: صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مرزائیت دور ہوگی سنت صدیق رضی اللہ عنہ سے
یہ فتنہ آخر دور ہوگا قتلِ زندیق سے

میں تیار ہوں:

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وناموس پر کٹ مرنا ''تخریب'' ہے۔ اگر ملت اسلامیہ کو ایک مفتری اور کاذب کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ''فساد'' ہے۔ اگر پاکستان کی وحدت ویکجہتی کو برقرار رکھنے کے لئے حکومت کو آئین کے سانپوں سے آگاہ کرنا ''فتنہ'' ہے۔ اگر حصول کشمیر کے لئے ایک ایسے وزیر خارجہ کی برطرفی کا مطالبہ کرنا جس پر قوم کے کسی بھی صحیح العقیدہ فرد کا اعتماد نہیں رہا ''افتراق'' ہے تو بخدا میں ''تخریب پسند'' ہوں اور مجھے اس ''فتنہ وفساد'' اور ''افتراق ونفاق'' پر بے پناہ فخر ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نصب العین کی خاطر مجھے تختہ دار پر بھی لٹکا دیا جائے تو میں اس سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوں۔ (خطاب، مولانا اختر علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پہ جان دے کر
شفاعتِ روز جزا چاہتے ہیں

پنجاب یونیورسٹی اور مرزائی:

علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے مرزائیوں کی دونوں شاخوں کو خارج از اسلام قرار دے کر انجمن حمایت اسلام کے دروازے ان پر بند کر دیئے۔ مرزائی لاہوری ہو یا قادیانی، انجمن کا ممبر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس واقعے کی پوری تفصیلات انجمن کے تحریری ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اس کے ایک عینی گواہ لاہور کے سب سے بڑے شہری میاں امیر الدین بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں، یونیورسٹی کی انتظامیہ کے رکن بھی ہیں۔ ان سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال انجمن کی جنرل کونسل کے اجلاس عام کی صدارت فرمانے لگے تو آپ نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ مسلمانوں کی انجمن کا کوئی مرزائی (لاہوری یا قادیانی) ممبر نہیں ہو سکتا۔ مرزا غلام احمد کے متبعین کی یہ دونوں جماعتیں خارج از اسلام ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کرسی صدارت کے عین سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میاں امیر الدین فروکش تھے۔ حضرت علامہ نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے صدر رکھنا ہے تو اس شخص کو نکال دو۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لاہوری جماعت کا پیرو کار تھا۔ حضرت علامہ کے اس اعلان سے تھرا گیا، کانپ اٹھا، جز بز ہوا۔ کچھ کہنا چاہا۔ حتیٰ کہ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ حضرت علامہ مصر رہے کہ اس

شخص کو یہاں سے جانا ہوگا۔ چنانچہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، بیک بنی دو گوش نکال دیا گیا۔ اسکی طبیعت پر اس اخراج کا یہ اثر ہوا کہ بے حواس ہوگیا۔ دو چار دن ہی میں مرض الموت نے آلیا اور اس مقدمہ کی تاب نہ لاکر واصل جہنم ہوگیا۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خواب میں مسلمان کر لیا:

میرا نام رشید احمد خالد ہے۔ میں قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا۔ قادیان کی کفریہ اور غلیظ فضا میں آنکھ کھولی۔ باپ سے مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ اور خرافات وراثت میں حاصل کیں اور بالغ ہونے پر ایک کٹر اور متعصب قادیانی تھا۔ میں نے مرزائیت کا لٹریچر خوب پڑھا اور قادیانیت کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل کرلیں۔ پاکستان بننے کے بعد میں دارالکفر ربوہ منتقل ہوگیا۔ یہاں میں نے بڑے زور وشور سے قادیانیت کا پرچار شروع کردیا۔ میری خدمات کو دیکھتے ہوئے مجھے مرزا ناصر کے ذاتی سٹاف میں شامل کرلیا گیا۔

وقت گزرتا گیا اور میں کفر والحاد کی دلدل میں پھنستا گیا۔ لیکن ایک اہم نکتہ بیان کرتا جاؤں جس نے میری کایا پلٹ دی کہ قادیانی ہونے کے باوجود مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور میں اکثر ان کے مزار اطہر پر حاضری دیا کرتا تھا۔ آج سے تقریباً تین سال پہلے مجھے درد گردہ شروع ہوگیا۔ بڑے بڑے قادیانی ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن تکلیف بڑھتی گئی۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک رات سو گیا لیکن میرے بخت جاگ اٹھے۔ خواب میں مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے پوچھا ''کیوں پریشان ہو؟'' میں نے نہایت مؤدبانہ انداز میں جواب دیا ''درد گردہ نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔'' حضرت نے دعا کی اور جب میں خواب سے بیدار ہوا تو درد گردہ سے مکمل نجات پاچکا تھا۔

ایک رات پھر مجھے حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت نے پوچھا ''کیوں پریشان ہو؟'' میں نے جواباً عرض کیا، بچوں کے کچھ معاملات ہیں۔ اس سلسلے میں بڑا فکرمند ہوں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور میری وہ مشکلات بھی چند دنوں میں حل ہوگئیں۔ ایک رات پھر مجھے حضرت کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت نے مجھے حکم دیا کہ مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوجا۔

صبح بیدار ہوا تو میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور میرے ساتھ میرے بیوی بچے بھی مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گئے۔ ہمارے مسلمان ہونے کی خبر رائل فیملی میں برق بن کر گری اور جھوٹی نبوت کے ایوانوں میں ہلچل مچ گئی۔ قادیانی میری جان لینے کے در پے ہو گئے۔ قادیانی قواعد کے مطابق پہلے لالچ دیا گیا، میں نے انکار کر دیا۔ پھر دھمکایا گیا، خوفناک مستقبل کی پیشگوئیاں کی گئیں لیکن میں نے نبوت کے ان قذاقوں سے بانگ دہل کہہ دیا یہ گردن کوئی کفر کی گردن نہیں، جو جھک جائے۔ اب اس جسم میں جناب خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا خون دوڑتا ہے۔ یہ گردن کٹ تو سکتی ہے جھک نہیں سکتی اور میں نے نبوت کے لٹیروں کو للکار کے یہ بھی کہہ دیا میں ربوہ نہیں چھوڑوں گا اور یہیں ختم نبوت کا مورچہ قائم کر کے تمہاری جعلی نبوت کا پول کھولوں گا۔ گھر کا بھیدی ہونے کے ناطے تمہارے سیاہ کرتوتوں سے لوگوں کو آگاہ کروں گا۔ میری کھری کھری باتیں سن کر قادیانیوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور ایک رات جب میں چنیوٹ سے گھر واپس ربوہ آ رہا تھا تو راستے میں مجھ پر فائرنگ کی گئی لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ میں صاف بچ گیا۔ تھانے میں میں نے ابتدائی رپورٹ درج کروا دی اور ان کے خلاف تھوڑی بہت کارروائی بھی ہوئی۔

قابل صد احترام جناب رشید احمد خالد صاحب نے نہایت جذباتی انداز میں کہا کہ میں نے اب قادیانیوں کو واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے میری ایک جان کیا، اگر رب العزت مجھے ہزار جانیں بھی عطا کرے تو میں آمنہ کے لال ﷺ کی ختم نبوت پر نچھاور کر دوں گا لیکن تمہاری انگریزی نبوت کا تعاقب کرنا نہیں چھوڑوں گا۔

انہوں نے بتایا کیونکہ میں قادیانیوں کا تربیت یافتہ آدمی تھا اور ان کے کفر کے داؤ پیچ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اب میں ان کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو رہا ہوں۔ انہوں نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اب تک میں تینتیس قادیانیوں کو اسلام قبول کروا چکا ہوں اور انشاء اللہ زندگی کی آخری سانس تک ہر قادیانی تک جناب خاتم النبیین ﷺ کا پیغام پہنچاتا رہوں گا۔

ایک مجاہد کی للکار:

ربوہ کے ہائی سکول میں ہمارا دوست قمر الزماں فاروقی مسلمان طلبہ میں زبردست قسم کا مرد مجاہد تھا۔ تھیالوجی کے استاد اسلم منگلا کے ساتھ ایک بار اس نے ایسی ٹکر لی کہ منگلا سمیت پوری کالج انتظامیہ کے چھکے چھڑا دیئے۔ اسلم منگلا قرآن پاک کی تفسیر پڑھا رہا تھا۔ اس نے حسب عادت مرزائی خلیفہ مرزا محمود کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیا۔ قمر الزماں نے کھڑے ہو کر کہا۔

''میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ایک غیر مسلم شخص کو قرآن کا غلط ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔''

اسلم منگلا کا چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہو گیا۔ اُس نے کلاس چھوڑ دی اور شکایت کرنے چودھری محمد علی کے پاس جا پہنچا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مرزائی کافر قرار دیئے جا چکے تھے اور ربوہ کھلا شہر بن چکا تھا۔ پرنسپل نے فوری طور پر قمر کو اپنے دفتر میں طلب کر لیا اور کہا۔

''قمر الزماں تم نے اسلم منگلا سے گستاخی کی ہے لہٰذا معافی مانگو۔''

قمر نے کہا۔

''گستاخی میں نے نہیں اسلم منگلا نے کی ہے، قرآن پاک کے معانی تبدیل کرنے کے جرم پر وہ معافی مانگے۔''

چودھری محمد علی نے یہ جواب سنا تو گرجدار آواز میں کہا۔

''لڑکے اپنی آواز بند کرو، تمہیں معلوم نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔''

قمر نے کہا:

''سر! آپ میری آواز بند نہیں کر سکتے، ہماری آواز کی گرج آپ سے کہیں زیادہ ہے اور اس گرج سے مرزائی عورتوں کے حمل گر جایا کرتے ہیں۔ بطور استاد اسلم منگلا کا احترام لازم سہی لیکن قرآن پاک کا غلط ترجمہ کرنے والا کسی احترام کا مستحق نہیں۔''

چودھری محمد علی صاحب غصے سے کانپ رہے تھے۔ کمرے میں خاموشی تھی، کچھ دیر بعد انہوں نے قمر کو سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں شاید علم نہیں کہ میں تمہیں کالج سے تین سال کے لئے نکال سکتا ہوں۔ اگر ایسا کر دیا گیا تو تمہیں کسی کالج میں داخلہ نہیں مل سکے گا۔''

قمر نے پھر بھر پور وار کیا اور کہا۔

''سر! ہم مسلمان اور قرآن کے محافظ ہیں اگر کسی نے اس کے الفاظ و معانی میں کوئی تحریف کی تو ہم اس کی کھال اتار سکتے ہیں۔ آپ کو بھی شاید اس بات کا علم نہیں۔''

پرنسپل کے کمرے میں موجود دیگر اساتذہ نے قمر کو چپ کرانے کی کوشش کی تو وہ اور بھڑک اٹھا اور کہا:

''پرنسپل صاحب! آپ اگر مجھے اس مقدس جرم کی پاداش میں کالج بدر کر دیں گے تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔ لیکن یاد رکھیں، اگر آپ کے کسی استاد نے قرآن حکیم کے ترجمے میں کوئی تبدیلی کی تو میں آپ سمیت سب کو الٹا لٹکا دوں گا۔ آپ کو اپنے ''نبی'' کی نبوت،

سنت اور تفاسیر پر بڑا مان ہے تو ہم بھی اپنے پیارے کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، ہمیں روباہی نہیں آتی۔''

پرنسپل اور اسلم منگلا دونوں چپ تھے انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ قدرے توقف کے بعد فون اٹھاتے ہوئے پرنسپل نے کہا۔

''میں پولیس کو بلاتا ہوں تا کہ وہ اس نعرے باز لڑکے کو جیل میں بند کرے۔''

قمر پھر گرجا اور کہا۔

''بے شک بلا لیں پولیس کو، دیکھتے ہیں سلاخوں کے پیچھے کون جاتا ہے میں یا آپ۔''

اب جبکہ کوئی بات کارگر ثابت نہ ہوئی تو پرنسپل نے ایس ایم شاہد کو بلوایا کہ وہ قمر کو سمجھائیں۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ایس ایم شاہد ہمیشہ پل کا کردار ادا کرتے تھے۔ انہوں نے قمر کو یقین دلایا کہ آئندہ کلاس میں مرزائی تفاسیر سے کوئی ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ تب جا کر معاملہ ٹھنڈا ہوا۔

قمر الزمان ہمارے دوستوں میں سب سے زیادہ نڈر اور دلیر تھا۔ اس نے شورش کاشمیری کی تحریر اور تقاریر پڑھ اور سن رکھی تھی وہ اسی انداز میں مرزائیوں کے ''لتے'' لیا کرتا تھا۔ اس نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر یونین کے الیکشن میں حصہ نہیں لیا ورنہ مرزائیوں کی عقل ٹھکانے لگ جاتی۔ یونین کے الیکشن کے دوران مرزائیوں کو یہ دھڑکا ہی لگا رہا کہ قمر الزماں کہیں مسلمان طلبہ کا امیدوار نہ بن جائے۔

(احمقوں کی جنت صفحہ 165، مصنف جی آر اعوان)

پاکستان، قادیانی اور بھٹو (مرحوم):

قادیانی مسئلہ یہ ایک مسئلہ تھا، جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا ایک دفعہ کہنے لگے، رفیع یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔

ایک بار انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع، کیا قادیانی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گنہگار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف

کر دے بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

(بھٹو کے آخری 323 دن۔ از کرنل رفیع الدین)

نیک سیرت ڈی سی:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کا جب آغاز ہوا۔ یہی میری زندگی کا وہ موڑ تھا جب مجھے قادیانیت کی اصلیت سے شناسائی ہوئی۔ اور ہم نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ ختم نبوت کے عنوان سے جلسے ہوتے۔ میانوالی اور گردونواح میں ہم نے اس سلسلہ کو مربوط اور منظم کر دیا۔ ضلع انتظامیہ نے دفعہ 144 نافذ کر دیا۔ یہ ضلع میانوالی کا پہلا دفعہ 144 تھا ہم نے یہ دفعہ توڑا۔ جیل گئے۔ جیل میں DC ہمیں ملنے آیا اور اس نے ہمیں کہا کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں ابھی رہا کر دیتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم رہائی نہیں چاہتے قادیانی کے پلید وجود کی تلفی چاہتے ہیں۔ اگر ہمیں رہا کر دیا تو باہر جا کر بھی پھر دفعہ 144 توڑیں گے۔ ہمارا ساتھی ایک مولوی رمضان دلیر اور صاحب بصیرت انسان تھا۔ اس نے ہمارا ساتھ دیا ہم نے اپنے اس مؤقف پر استقامت اختیار کر لی۔ ڈی سی گولڑہ شریف سے مرید تھا اس نے کہا ''تم توڑو یا نہ توڑو چلو باہر جاؤ میں ختم نبوت کے مسئلہ میں قادیانیوں کا طرفدار کیوں بنوں۔''

(ماہنامہ ''سوئے حجاز'' مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

رہائی نہیں اسیری چاہئے:

ہم تین ماہ تک قید و بند سے لذت اندوز ہوتے رہے۔ اس گرفتاری اور جیل کے اندر جو لطف تھا وہ کسی آزادی میں حاصل نہیں ہوا۔ مجھے میرے ایک دوست نے میری مرضی کے بغیر خود ہی اپنے طور پر کوشش کر کے رہا کرا دیا جبکہ میرے دوسرے کئی ساتھی میری رہائی کے پندرہ بیس روز بعد بھی جیل میں رہے۔ اپنی رہائی پر خوشی کے بجائے مجھے دکھ ہوا اور میں نے اپنے اس ساتھی سے تلخ کلامی کی کہ میں کسی دنیاداری کے حوالے سے تو جیل نہیں گیا تھا کہ تو نے ضمانت پر رہا کروایا ہے۔ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے سلسلے میں جیل گیا تھا۔ یہ شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ الحمدللہ عزت اور وقار کا باعث ہے۔

(ماہنامہ ''سوئے حجاز'' مئی جون 2002ء انٹرویو صوفی ایاز صاحب)

خوشاب میں مجاہدین ختم نبوت اٹھے تو قادیانی امپائر کو نکال دیا:

28 جنوری (خوشاب) 18واں آل پاکستان ہاکی ٹورنامنٹ خوشاب میں پاکستان ٹیلی ویژن

اور جناح ہاکی کلب خوشاب (المعروف شبان ختم نبوت ہاکی کلب) کے درمیان مقابلہ ہوا۔ میچ شروع ہونے سے پہلے ایک ''ظفر'' نامی قادیانی امپائر کو میچ کی امپائرنگ کے لئے مقرر کیا گیا لیکن شبان ختم نبوت کلب نے جس کی رہنمائی خان عبدالستار خان بلوچ کر رہے تھے، قادیانی امپائر کے زیر سایہ میچ کھیلنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے چیف آرگنائزنگ سیکرٹری نے مجبور ہو کر امپائر کی تبدیلی کے آرڈر دے دیئے اور قادیانی امپائر فوری طور پر منہ لٹکائے ہوئے گراؤنڈ سے باہر نکل گیا۔

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

ارشد کمال قادیانی کی شادی میں بھگدڑ مچ گئی:

وقوعہ کے مطابق ارشد کمال کی شادی کارڈ پر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سورۂ نمل کی آیت لکھی گئی تھی۔ شبان ختم نبوت خوشاب نے کارڈ کی اطلاع ملتے ہی ہنگامی اجلاس طلب کر لیا اور ارشد کمال کے خلاف رپورٹ درج کرنے کا پروگرام بنایا۔ سیکرٹری جنرل شبان ختم نبوت حافظ امتیاز الحسن (ایم۔اے، بی ایڈ) اور ایس ایچ او کے درمیان اس سلسلہ میں طویل مذاکرات ہوئے۔ ایس ایچ او تھانہ اس جواز کے تحت پرچہ درج کرنے سے ہچکچاتے رہے کہ ''بسم اللہ'' آیات قرآنی میں شامل نہیں ہے۔ بالآخر حافظ امتیاز الحسن نے قرآن مجید کھول کر ایس ایچ او کی تسلی کروا دی جس پر ارشد کمال کے خلاف پرچہ درج ہو گیا۔ ایس ایچ او نے رپٹ کی درخواست شبان ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں خود آ کر وصول کی اور فوری طور پر دولھا کو گرفتار کرنے کے احکامات صادر کر دیے۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی دولھا بارات چھوڑ کر بھاگ گیا اور شہر ہی سے فرار ہو گیا۔

مسلمانوں سے خوفزدہ قادیانی:

ضلع کچہری جوہر آباد میں آئے دن ''قادیانی'' اور ''شبان ختم نبوت کے رضا کار'' ایک دوسرے کے روبرو ہوتے رہتے ہیں۔ سولہ جنوری کو ایک کیس کی تاریخ کے سلسلے میں بیسیوں رضا کاروں کے ایک قافلہ کا قادیانیوں سے سامنا ہوا۔ شبان ختم نبوت کے قافلہ کی رہنمائی ڈویژنل صدر قاری سعید احمد اسد کر رہے تھے۔ آج کل قادیانیوں کے خلاف شبان کے رضا کاروں کی شہادتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ خوشاب کے قادیانی، شبان ختم نبوت سے از حد خوفزدہ ہیں کیونکہ 16 جنوری کو شبان کے سابقہ صدر ارشد ضیغم کو قادیانی لیڈر عطاء اللہ پٹواری نے درخواست پیش کی کہ وہ خوشاب کی ختم نبوت کے سرپرست جناب قاری سعید احمد اسد سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور قادیانی مذہب پر تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کے لیڈر نے کہا کہ ان کو جان کا تحفظ دیا جائے تو وہ کسی بھی مقام پر قاری سعید احمد اسد سے

مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا قاری سعید احمد نے مناظرہ اور مباحثہ کا چیلنج فوراً قبول کر لیا اور قادیانیوں کے لیڈر کو جواباً مباہلہ کا چیلنج بھی کر دیا۔ علاوہ ازیں قاری صاحب نے ایک بیان میں بتایا کہ اب قادیانی جماعت خوشاب میں بہت کمزور ہو چکی ہے۔ اور وہ مسلمانوں سے خوفزدہ ہیں۔

مرزائی رقاصائیں:

محلّہ بوبیانوالہ خوشاب میں ایک مرزائی نواز کی ''رسم مہندی'' میں تین قادیانی رقاصاؤں کو بلایا گیا جو مسلسل دو گھنٹوں سے رقص کر رہی تھیں کہ شبان ختم نبوت کے رضا کاروں کو اطلاع مل گئی اور انہوں نے مرزائی نواز کے گھر کے دروازے پر جا کر ''مرزائی نواز مردہ باد'' اور ''مرزائی کتے ہائے ہائے'' کے نعرے لگائے۔ نعروں کی آواز سنتے ہی تینوں قادیانی رقاصائیں مکان کی عقبی کھڑکی سے فرار ہو گئیں۔ واضح رہے کہ یہاں خوشاب کی قادیانی عورتیں رقص کے سلسلہ میں ضلع بھر میں مشہور ہیں اور لوگ انہیں اپنی تقریبات میں رقص کے لئے مدعو کرتے رہتے ہیں۔

انعام:

ساجد اعوان ایبٹ آباد کے عظیم مجاہد ختم نبوت ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے نام کر رکھی ہے۔ ان کی ایک کتاب ''تحفظ ناموس رسالت اور گستاخِ رسول کی سزا'' منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

ساجد اعوان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ کتاب لکھنا شروع کی تو ایک رات میرے سوئے ہوئے بخت جاگ اٹھے۔ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شریف کی سیر کر رہا ہوں۔ جی بھر کر مسجد نبوی شریف کی زیارت کی، پھر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خوب زیارت کی اور قلب ونظر کی تسکین کا سامان کیا۔ آنکھ کھلی تو پورے وجود میں ایک مہک تھی۔ طبیعت میں ایک عجیب فرحت تھی۔ اس خواب سے کئی دن مجھ پر ایک کیف وسرور کی کیفیت رہی۔

خنزیروں کی پٹائی:

محمد سلیم ساقی ایک صاحب درد نوجوان ہیں۔ سید الکائنات جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور قادیانیت سے شدید نفرت ان کی زندگی کے دو روشن پہلو ہیں۔ موصوف نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوعات پر کئی کتابچے تحریر کئے ہیں۔ ساقی صاحب کہتے ہیں کہ جب ابتداء میں، میں نے قادیانیت کے خلاف تحریری کام شروع کیا تو ایک رات مجھے خواب آیا کہ ایک سرسبز فصل میں بہت موٹے موٹے خنزیر پھر رہے ہیں اور وہ خنزیر بہت بری طرح اس فصل کو اجاڑ رہے ہیں۔ میں نے فصل

کے بیچ میں کھڑا ہوں۔ ایک لمبا اور مضبوط ڈنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اس ڈنڈے سے خنزیروں کو پیٹ رہا ہوں اور انہیں کھیت سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہی منظر دیکھتے میری آنکھ کھل گئی۔ یہ اٹھ کر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سارا خواب سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ خنزیر قادیانی ہیں اور جس فصل کو وہ اجاڑ رہے ہیں، وہ اسلام کی فصل ہے۔ آپ کا ڈنڈے سے ان کی پٹائی کرنا یہ بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فتنہ قادیانیت کے خلاف کام لے رہا ہے۔

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ کیا اور تمام اسماء و مسمیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا۔ شیطان کی از قسم جن تھا مگر بہت بڑا عابد و زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا انکار پیش آیا ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انہیں کی اولاد ہیں اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں۔ یعنی اولاد آدم۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابو البشر کہتے ہیں۔ یعنی سب انسانوں کے باپ۔

عقیدہ۔ سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے ساڑھے نو سو برس ہدایت فرمائی۔ ان کے زمانہ کے کفار بہت سخت تھے۔ ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے استہزاء کرتے اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے۔ مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور ان کے ہلاک کی دعا کی۔ طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا یک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا بچ گئے۔

عقیدہ۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد چاہئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (بہار شریعت)